قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

منگل 03 نومبر 2020ء | 16 ربیع الاول 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:260

ارشاد باری تعالیٰ

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ۬ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ

(آل عمران:93)

ترجمہ: تم کامل نیکی ہرگز نہیں پا سکتے جب تک کہ اپنی پسندیدہ اشیاء میں سے خدا کے لئے خرچ نہ کرو۔ اور جو کوئی بھی چیز تم خرچ کرو، اللہ اسے یقینا خوب جانتا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ نے اپنے اندر جو تبدیلیاں پیدا کیں اور قربانی کے اعلیٰ نمونے قائم کئے اُن تبدیلیوں کو ہم نے اس زمانے میں جاری رکھنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ہماری بچت اسی میں ہے کہ ہم اس کی راہ میں اپنا بہترین مال پیش کریں، اس کی رضا حاصل کریں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَنۡفِقُوۡا خَیۡرًا لِّاَنۡفُسِکُمۡ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرو۔ یہ تمہاری جانوں کے لئے بہتر ہوگا۔ یعنی تمہارے اپنے لئے بھی یہ بہتر ہے کیونکہ تم جو مال خرچ کروگے اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ تمہارے سے راضی ہوگا، تمہیں مزید نیکیوں کی توفیق ملے گی۔ بلکہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بعد تم اپنے یا اپنے گھر پر یا اپنی اولاد پر جو خرچ کروگے اس میں بھی برکت پڑے گی۔ تمہارے تھوڑے مال میں بھی خدا تعالیٰ اتنی برکت رکھ دے گا جو تم پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا اظہار کر رہی ہو گی۔ تمہارے بچوں میں اور ان کی تربیت میں بھی اللہ تعالیٰ برکت ڈالے گا۔ غرض کہ یہ ایسی چیز ہے جس کے بارے میں تم سوچ بھی نہیں سکتے کیونکہ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ جیسا کہ فرمایا وَمَنۡ یُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ (الحشر:10) اور جو لوگ اپنے دل کے بخل سے بچائے جاتے ہیں وہ کامیاب ہوتے ہیں۔ پس اگر فلاح پانی ہے، کامیابی حاصل کرنی ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے، اگر اپنے مالوں اور اولادوں میں برکت ڈالنی ہے تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے میں کبھی کنجوسی اور بخل سے کام نہ لو۔ آج اس بخل سے بچنے کی احمدی کو سب سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے کیونکہ اس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے بعد مالی قربانی کا زیادہ فہم اور ادراک حاصل ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ مالی قربانی کرنے والوں کو کس طرح کامیاب فرماتا ہے؟ فرمایا کہ اِنۡ تُقۡرِضُوا اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا یُّضٰعِفۡہُ لَکُمۡ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ شَکُوۡرٌ حَلِیۡمٌ (التّغابن:18)۔ اگر اللہ کو قرضہ حسنہ دوگے تو وہ اُس کو تمہارے لئے بڑھا دے گا اور تمہارے لئے بخشش کے سامان پیدا کرے گا اور اللہ بہت قدر دان اور ہر بات کو سمجھنے والا ہے۔

بقیہ صفحہ 4 پر

اس شمارہ میں

- اَے شاہ مکی و مدنی، سید الورٰی (منظوم)
- جماعتی اتحاد کی قدر و قیمت کو پہچانو
- رپورٹ بابت افتتاح مسجد بیت المالک خاؤل
- ہیومن جینوم پراجیکٹ

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

جب آیت لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ (آل عمران:93) نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ انصاریؓ جو مدینہ کے انصار میں سے سب سے زیادہ مالدار تھے، ان کے کھجوروں کے باغات تھے جن میں سب سے عمدہ باغ ''بیر حاء'' نامی تھا جو حضرت طلحہؓ کو بہت پسند تھا اور مسجد نبوی کے بالکل سامنے اور قریب تھا۔ آیت نازل ہونے کے بعد حضرت ابوطلحہ انصاریؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یہ باغ مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔ مَیں اسے اللہ کی راہ میں دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری اس نیکی کو قبول کرے گا اور میرے آخرت کے ذخیرے میں شامل کرے گا۔

(بخاری-کتاب الاشربۃ-باب استعذاب المآء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

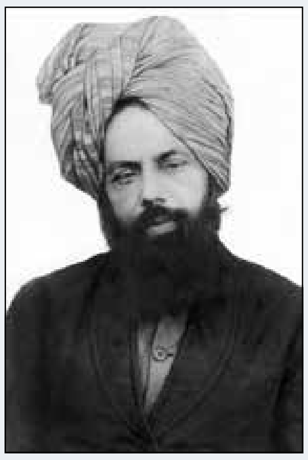

حقیقی نیکی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''تم حقیقی نیکی کو ہرگز نہیں پا سکتے جب تک کہ بنی نوع کی ہمدردی میں وہ مال خرچ نہ کرو جو تمہارا پیارا مال ہے۔'' (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 358)

آپ علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

''مال کے ساتھ محبت نہیں چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ کہ تم ہرگز نیکی کو نہیں پا سکتے جب تک کہ تم اُن چیزوں میں سے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو جن سے تم پیار کرتے ہو۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ساتھ آجکل کے حالات کا مقابلہ کیا جاوے تو اِس زمانہ کی حالت پر افسوس آتا ہے۔ کیونکہ جان سے پیاری کوئی شے نہیں۔ اور اُس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان ہی دینی پڑتی تھی۔ تمہاری طرح وہ بھی بیوی اور بچے رکھتے تھے۔ جان سب کو پیاری لگتی ہے۔ مگر وہ ہمیشہ اس بات پر حریص رہتے تھے کہ موقع ملے تو اللہ کی راہ میں جان قربان کر دیں''۔ (کلمۂ طیبہ صفحہ نمبر 14 تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام آل عمران آیت نمبر 93)

خوش قسمت ہے وہ شخص جو خدا سے محبت کرے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے۔ اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔ لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجالانی چاہئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔ یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اَور رنگ سے کوئی خدمت بجا لا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو، بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے۔۔۔ تم یقیناً سمجھو یہ کام آسمان سے ہے اور تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔''(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 497-498)

دربارِ خلافت

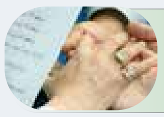

جماعت کا ماٹو یا مطمح نظر کیا ہونا چاہئے؟

حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں بھی علماء کی ایک بحث مضامین کی صورت میں چلی جو الفضل میں شائع ہوتے رہے یا بعض بزرگوں نے اس بارے میں اپنا اپنا نقطہ پیش کیا کہ جماعت کا ماٹو یا مطمح نظر کیا ہونا چاہئے؟ اس پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت کو جو ماٹو دیا یا جس طرف توجہ دلائی وہ ایسا ہے جس سے دین بھی مضبوط ہوتا ہے، ایمان بھی مضبوط ہوتا ہے، حقوق اللہ کی ادائیگی بھی ہوتی ہے اور حقوق العباد کی ادائیگی بھی ہوتی ہے۔ دو بزرگوں میں سے ایک نے کہا کہ ہماری جماعت کا مطمح نظر فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ (البقرة: 149) ہونا چاہئے۔ دوسرے نے کہا کہ ہمارا ماٹو یا مطمح نظر ’’میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا‘‘ ہونا چاہئے۔حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ کوئی نہ کوئی مطمح نظر ضرور ہونا چاہئے۔ دنیا میں جتنی تنظیمیں ہیں اور انجمنیں ہیں جب قائم ہوتی ہیں تو اپنا اپنا کوئی نہ کوئی مطمح نظر رکھتی ہیں اور اگر سنجیدہ اور امانت کا حق ادا کرنے والی ہیں تو اس کے حصول کے لئے سنجیدگی سے کوشش بھی کرتی ہیں تا کہ اپنے آپ کو دوسروں سے ممتاز کرسکیں۔ دنیا میں اخلاقی ترقی کو بھی مطمح نظر بنانے کا نعرہ لگایا جاتا ہے۔تعلیمی ترقی کو بھی مطمح نظر بنانے کا نعرہ لگایا جاتا ہے۔ اگر کسی جگہ عوام کے یا کسی کے حقوق غصب ہو رہے ہیں تو سیاسی تنظیمیں آزادی کو اپنا ماٹو بنا لیتی ہیں، اس کے لئے کوشش کرتی ہیں اور نعرے لگاتی ہیں۔ اگر کسی جگہ کوئی اور صورت ہے تو اس کو اپنا مطمح نظر بنایا جاتا ہے۔ بہرحال مطمح نظر کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم نے اس بات کو دنیا میں قائم کرنا ہے اور اپنی جماعت کے سامنے بھی ہر وقت اسے موجود رکھنا ہے، دنیا میں بھی قائم کرنا ہے اور اپنے سامنے بھی موجود رکھنا ہے۔ اس دنیا میں ہزاروں قسم کی نیکیاں ہیں اگر کسی ایک نیکی کو چن لیا جائے تو بظاہر ایک اچھی بات ہے، مطمح نظر ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ باقی قسم کی نیکیوں کی ضرورت نہیں رہتی۔ بلکہ ضرورت اور سہولت کو سامنے رکھتے ہوئے ان نیکیوں میں سے کسی ایک نیکی کو مطمح نظر بنایا جاتا ہے۔

بہرحال کوئی بھی اچھا ماٹو کوئی اپنے لئے مقرر کرے وہ اس کے لئے نیکی ہے۔ آپ نے یہ وضاحت فرمائی کہ بعض ماٹو ایسے ہوتے ہیں جن کا آپس میں اشتراک ہوتا ہے مثلاً یہ کہ ’’خدا کی اطاعت کرو‘‘ اور یہ ماٹو کہ ’’نیکیوں میں ترقی کرو‘‘ یہ آپس میں لازم و ملزوم ہیں کیونکہ خدا کی اطاعت کے بغیر نیکیوں کا حصول ناممکن ہے اور اسی طرح جو نیک نہیں وہ خدا کا مطیع نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح یہ ماٹو کہ ’’میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا‘‘ اور یہ کہ ’’میں نیکیوں میں سبقت لے جانے کی کوشش کروں گا‘‘، دونوں آپس میں مشابہ ہیں۔ دونوں ایک دوسرے کے اندر آجاتے ہیں۔ پس ساری نیکیاں ہی اچھی ہیں اور ہمیں انہیں اپنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 560 تا 562 خطبہ جمعہ فرمودہ 28 اگست 1936ء)

لیکن جب ماٹو کے بارے میں سوال اٹھے تو پھر اسی طرف توجہ رکھ کر اسی طرف اپنی توجہ محدود کر کے بعض لوگ اپنی نیکیوں کو بالکل ہی محدود کر دیتے ہیں یا اسی کو سب کچھ سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ جیسے ہمارے نوجوانوں میں یا بعض اور لوگوں میں بھی (لوگ) اپنی دینی حالت کو تو بھول گئے ہیں لیکن صرف دنیا دکھاوے کے لئے ’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ کا نعرہ بہت زیادہ لگانے لگ گئے ہیں۔ ٹھیک ہے اگر اسلام کی تعلیم کا پرچار اگر کرنا ہے، نیک نیت ہے تو یہ نعرہ بہت اچھا ہے لیکن ہمارا صرف یہی مقصد نہیں جیسا کہ میں نے کہا بلکہ ہمارے مقصد بہت وسیع ہیں۔ اسی طرح ہمدردئ خلق اگر کرنی ہے تو صرف ہمدردئ خلق ہی کچھ چیز نہیں ہے اگر اللہ تعالیٰ کی یاد دلوں سے غائب ہو رہی ہے تو پھر اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔حضرت مصلح موعود نے لکھا ہے کہ میں نے جب یہ مضمون پڑھے تو مجھے ایک یہودی کا قصہ یاد آ گیا کہ جب اس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باتیں کرتے ہوئے دورانِ گفتگو کہا کہ ہمیں آپ لوگوں سے یعنی مسلمانوں سے بہت زیادہ حسد ہوتی ہے۔حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ حسد کی کیا وجہ ہے؟ یہ کس لئے ہوتی ہے؟ تو یہودی کہنے لگا کہ اس بات کا حسد ہے کہ اسلام میں ایک خاص خوبی ہے کہ دنیا کی کوئی بات ایسی نہیں جو اسلام کے احکامات میں موجود نہ ہو۔قرآن کریم میں موجود نہ ہو۔ ذاتی نوعیت سے لے کر بین الاقوامی نوعیت تک تمام احکام اور مسائل اور ان کا حل اس میں موجود ہے۔ یہ چیز ایسی ہے جو ہم میں حسد پیدا کرتی ہے۔

(خطبہ جمعہ 9/ مئی 2014ء)

اَے شاہ مکی و مدنی، سید الوریٰ

اَے شاہ مکی و مدنی ، سید الوریٰ
تجھ سا مجھے عزیز نہیں کوئی دوسرا
تیرا غلامِ در ہوں ، ترا ہی اسیر عشق
تو میرا بھی حبیب ہے ، محبوب کبریا
تیرے جلو میں ہی مرا اٹھتا ہے ہر قدم
چلتا ہوں خاکِ پا کو تری چومتا ہوا
تو میرے دل کا نور ہے ، اے جانِ آرزو
روشن تجھی سے آنکھ ہے ، اے نیرِ ہدیٰ
ہیں جان و جسم ، سو تری گلیوں پہ ہیں نثار
اولاد ہے ، سو وہ ترے قدموں پہ ہے فدا
تو وہ کہ میرے دل سے جگر تک اتر گیا
میں وہ کہ میرا کوئی نہیں ہے ترے سوا
اے میرے والے مصطفیٰ ، اے سید الوریٰ
اے کاش ہمیں سمجھتے نہ ظالم جدا جدا
ربِ جلیل کی ترا دل جلوہ گاہ ہے
سینہ ترا جمالِ الٰہی کا مستقر
قبلہ بھی تو ہے ، قبلہ نما بھی ترا وجود
شانِ خدا ہے تیری اداؤں میں جلوہ گر
نور و بشر کا فرق مٹاتی ہے تیری ذات
’’بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر‘‘
تیرے حضور تہ ہے مرا زانوئے ادب
میں جانتا نہیں ہوں کوئی پیشوا دگر
تیرے وجود کی ہوں میں وہ شاخِ باثمر
جس پر ہر آن رکھتا ہے ربّ الوریٰ نظر
ہر لحظہ میرے درپئے آزار ہیں وہ لوگ
جو تجھ سے میرے قرب کی رکھتے نہیں خبر
مجھ سے عناد و بغض و عداوت ہے اُن کا دیں
اُن سے مجھے کلام نہیں لیکن اِس قدر
اے وہ کہ مجھ سے رکھتا ہے پرخاش کا خیال
’’اے آں کہ سوئے من بدویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم
بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم‘‘
آزاد تیرا فیض زمانے کی قید سے
برسے ہے شرق و غرب پہ یکساں ترا کرم
تو مشرقی نہ مغربی اے نورِ شش جہات
تیرا وطن عرب ہے ، نہ تیرا وطن عجم
تو نے مجھے خرید لیا اِک نگہ کے ساتھ
اب تو ہی تو ہے تیرے سوا میں ہوں کالعدم
ہر لحظہ بڑھ رہا ہے مرا تجھ سے پیار دیکھ
سانسوں میں بس رہا ہے ترا عشق دم بدم
میری ہر ایک راہ تری سمت ہے رواں
تیرے سوا کسی طرف اٹھتا نہیں قدم
اے کاش مجھ میں قوتِ پرواز ہو تو میں
اڑتا ہوا بڑھوں ، تری جانب سوئے حرم
تیرا ہی فیض ہے کوئی میری عطا نہیں
’’ایں چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرہ ز بحر کمال محمد است
جان و دلم فدائے جمال محمد است
خاکم نثار کوچہ آل محمد است‘‘

(کلام طاہر ایڈیشن 2004 صفحہ)

تبرکات: حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ

جماعتی اتحاد کی قدر و قیمت کو پہچانو

بِسۡمِ اللّٰہِ کی جہری یا خفی قرأۃ
ایسے مسائل میں جماعت احمدیہ کا حکیمانہ مسلک

غالباً ڈیڑھ یا دو ماہ کا عرصہ ہوا ہو گا کہ مجھ سے محترم مولوی جلال الدین صاحب شمس نے (جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی عدم موجودگی میں مسجد مبارک ربوہ میں امام الصلوٰۃ ہوا کرتے ہیں) کہا کہ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ جہری قرأۃ والی نمازوں میں سورہ فاتحہ کی تلاوت کرتے ہوئے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کو بھی جہری رنگ میں پڑھنا چاہئے۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں کیا طریق تھا؟ میں نے کہا کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی مرحوم جو اپنی وفات (یعنی 1905ء) تک قادیان کی مسجد مبارک میں امام الصلوٰۃ ہوا کرتے تھے وہ تو ہر جہری قرأۃ والی نماز (یعنی فجر اور مغرب اور عشاء) میں لازماً بِسۡمِ اللّٰہِ بھی جہری پڑھا کرتے تھے۔ مگر ان کی وفات کے بعد جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ امام الصلوٰۃ بنے (دراصل حضرت مسیح موعودؑ نے شروع میں حضرت خلیفہ اول کو ہی امام الصلوٰۃ مقرر فرمایا تھا مگر انہوں نے خود حضرت مسیح موعودؑ سے عرض کر کے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کو امام مقرر کروا دیا تھا) تو آپ ہمیشہ بِسۡمِ اللّٰہِ کو خفی رنگ میں پڑھتے تھے اور جہری قرأۃ صرف اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ سے شروع فرماتے تھے۔ اور یہ طریق ابتداء سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بھی رہا ہے۔ آپ بھی جہری قرأۃ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ سے شروع فرماتے ہیں۔ شمس صاحب نے کہا اگر میں بِسۡمِ اللّٰہِ جہری طور پر پڑھوں تو کیا اس میں کوئی حرج تو نہیں؟ میں نے کہا فتویٰ دینا تو میرا کام نہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں یہ دونوں طریق اپنے اپنے وقتوں میں رائج رہے ہیں۔ اس لئے اگر آپ بِسۡمِ اللّٰہِ جہری پڑھنا چاہیں تو اس پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے؟

اس کے بعد میں نے اس معاملہ پر مزید جستجو شروع کی تو مجھے محترم حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے بتایا کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی وفات کے بعد حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھانی شروع کی اور جہری قرأۃ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ سے شروع فرمائی تو اس پر بعض سیالکوٹی احباب میں چہ میگوئی ہوئی کہ بِسۡمِ اللّٰہِ کی جہری قرأۃ کیوں ترک کی گئی ہے؟ جب یہ بات حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ تک پہنچی (یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کی بات ہے) تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے ایک مجلس میں فرمایا کہ مجھے چونکہ بِسۡمِ اللّٰہِ کے جہری پڑھے جانے کے متعلق کوئی پختہ حدیث نہیں ملی اس لئے میں اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ سے ہی جہری قرأۃ شروع کرتا ہوں۔ اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کے زمانہ میں بھی یہی طریق رائج نظر آتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس کے بعد میں نے محترم حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی سے دریافت کیا کہ ان کو اس بارے میں کیا یاد ہے؟ مولوی صاحب ممدوح نے مجھے ایک نوٹ لکھ کر بھجوایا جس میں لکھا کہ جب میں پہلی دفعہ قادیان گیا تھا تو ایک دفعہ حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا تھا کہ میں جہری قرأۃ والی نماز میں بِسۡمِ اللّٰہِ خفی رنگ میں پڑھتا ہوں مگر مولوی عبدالکریم صاحب جہری طور پر پڑھتے ہیں؟ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام یہ فرما کر خاموش ہو گئے کہ ’’ایسے اختلافات صحابہ کرام میں بھی پائے جاتے تھے‘‘

حضرت مولوی راجیکی صاحب فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب کی اقتداء میں نمازیں پڑھ کر اپنے وطن واپس گیا اور مجھے ایک دن وہاں امام بننے کا اتفاق ہوا تو میں نے بھی قادیان کی اتباع میں جہری قرأۃ والی نماز میں بِسۡمِ اللّٰہِ کو جہری طور پر پڑھا۔ اس پر بعض لوگوں نے تکرار کی کہ یہ کیا بدعت شروع کی گئی ہے؟ میں نے ان معترضین سے پوچھا کہ کیا آپ لوگوں کے نزدیک ائمہ اربعہ یعنی حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اور امام مالکؒ کا طریق درست تھا یا نہیں؟ سب نے کہا بے شک درست تھا۔ میں نے کہا تو پھر ان اماموں میں بِسۡمِ اللّٰہِ کو اونچی آواز میں پڑھنے والے بھی ہیں اور آہستہ پڑھنے والے بھی تو پھر اعتراض کیا؟

خیر یہ تو ایک محض روایتی بات تھی کہ جماعت احمدیہ میں بِسۡمِ اللّٰہِ کی جہری یا خفی قرأۃ کے متعلق دونوں قسم کے طریق پائے جاتے ہیں۔ لیکن اصل امر جس کی طرف میں اس جگہ احباب کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ جواب ہے کہ ’’ایسے اختلافات صحابہ کرام میں بھی پائے جاتے تھے‘‘

حضرت مسیح موعودؑ اس نہایت مختصر اور بالکل سادہ سے جواب میں جماعت احمدیہ کا وہ وسیع اور حکیمانہ مسلک مضمر ہے جس پر حضرت مسیح موعودؑ اس قسم کے جزئی مسائل میں جماعت کو قائم فرمانا چاہتے تھے۔ غیر احمدیت سے آئے ہوئے احمدی احباب اور خصوصاً عمر رسیدہ اصحاب جانتے ہیں کہ اس قسم کے عام فقہی مسائل میں مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں کتنا اختلاف پایا جاتا ہے اور بعض اوقات یہ اختلاف ایسی شدت اختیار کر جاتا رہا ہے کہ مسجدوں میں تُوتُو مَیں مَیں سے گزر کر ہاتھا پائی تک نوبت پہنچتی رہی ہے۔ اور نماز پڑھتے ہوئے لوگوں کو اس قسم کے فروعی اختلافوں کی بناء پر مسجدوں سے باہر نکال دیا جاتا رہا ہے۔ اور اس خیال سے کہ کسی کے آمین بالجہر کہنے یا رفع یدین کرنے سے نعوذ باللہ مسجد ناپاک ہوگئی ہے اس کو پانی سے مَل مَل کر دھویا جاتا رہا ہے۔ اس قسم کے نظارے آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے اتنے عام تھے کہ مسلمانوں کی مسجدیں دوسروں کی ہنسی کا نشانہ بن کر رہ گئی تھیں۔ بلکہ اب بھی کبھی کبھی ایسے جزئی اختلافات کی ناگوار صدائے بازگشت اٹھتی رہتی ہے۔ اور اچھے اچھے متدیّن نظر آنے والے لوگ ان ناگوار اختلافات کو ہوا دینے لگ جاتے ہیں۔

لیکن احمدیت ان حالات میں بھی خدائی رحمت کا کیسا زبردست پیغام لے کر آتی ہے کہ اس قسم کے جزئی اختلافات کو یکسر مٹا کر عبادت گاہوں کو برکت و رحمت کا گہوارہ بنا دیا ہے۔ میں نے اپنے آنکھوں سے دیکھا اور بار بار دیکھا ہے اور اپنے کانوں سے سنا اور بار بار سنا ہے کہ ہماری مسجدوں میں (اور قادیان اور ربوہ دونوں میں) ایک شخص آمین بالجہر کہہ رہا ہے تو اس کے پاس کا نمازی بظاہر خاموش کھڑا ہے اور دل میں آہستہ سے آمین کہنے پر اکتفا کرتا ہے۔ بلکہ میں نے اپنی مسجدوں میں بعض نظارے رفع یدین کے بھی دیکھے ہیں حالانکہ اکثر احمدی رفع یدین نہیں کرتے اور بِسۡمِ اللّٰہِ کی جہری اور خفی قرأۃ کا ذکر تو اسی نوٹ میں اوپر گزر چکا ہے کہ کس طرح خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں ایک صاحب جب امام الصلوٰۃ بنتے تھے تو بِسۡمِ اللّٰہِ بالجہر پڑھتے تھے تو دوسرے صاحب اپنی جہری قرأۃ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ سے شروع کرتے تھے۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ خاموشی کے ساتھ دونوں کا مسلک ملاحظہ فرماتے تھے اور کسی کو ٹوکتے نہیں تھے۔ بلکہ جب حضور کے سامنے یہ اختلاف پیش کیا گیا تو اس کے سوا کچھ نہیں فرمایا کہ ’’ایسے اختلاف صحابہ کرام میں بھی پائے جاتے تھے‘‘

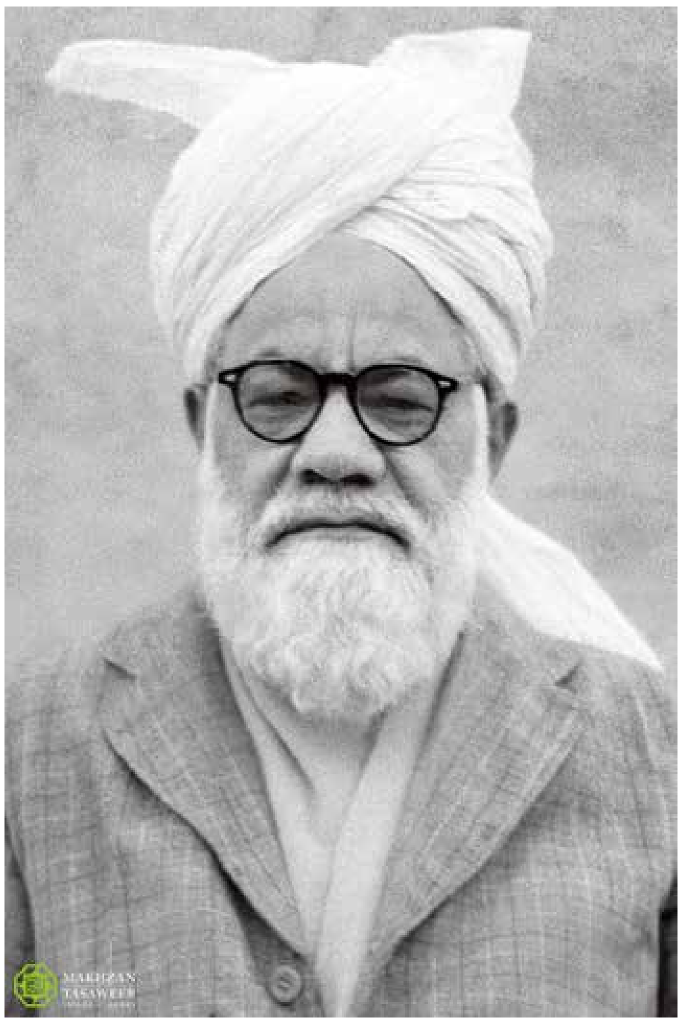

اللہ اللہ! یہ خدائی رحمت اور اسلامی رواداری کی کتنی شاندار مثال ہے جو احمدیت نے پیش کی ہے کہ حدیث نبوی اِخۡتِلَافُ اُمَّتِیۡ رَحۡمَۃٌ کا ایک بہت دلکش منظر آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ بے شک جماعت احمدیہ نے بھی دوسرے مسلمانوں سے اختلاف کیا ہے مگر یہ اختلاف اصولی نوعیت کا ہے اور اہم مسائل سے تعلق رکھتا ہے۔ مثلاً جہاں آج کل کے اکثر مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کے بعد وحی و الہام کا دروازہ بند قرار دیتے ہیں وہاں احمدیت نہ صرف اس دروازہ کو کھولتی ہے بلکہ اسے اسلام کی زندگی کا بیّن ثبوت مانتی ہے۔

اسی طرح جہاں غیر احمدی مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آج تک آسمان پر زندہ مانتے ہیں وہاں جماعت احمدیہ نہ صرف مسیح ناصریؑ کو فوت شدہ قرار دیتی ہے بلکہ اس عقیدہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نعوذ باللہ موجب ہتک سمجھتی ہے کہ امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے حضرت عیسیٰؑ کو جو اسرائیلی سلسلہ کے نبی تھے آسمان سے نازل کیا جائے۔ حالانکہ سرورِ کائنات (فداہ نفسی) زمین کی گہرائیوں میں مدفون ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا خوب فرماتے ہیں کہ:

مسلمانوں پہ تب ادبار آیا
کہ جب تعلیمِ قرآں کو بھلایا
رسولِ حق کو مٹی میں سلایا
مسیحا کو فلک پہ ہے بٹھایا
یہ توہین کر کے پھل ایسا ہی پایا
اہانت نے انہیں کیا کیا دکھایا

اسی طرح جہاں احمدیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سچے دل اور کامل یقین کے ساتھ خاتم النبیین یقین کرتی ہے وہاں وہ اس بات پر بھی ایمان لاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ظلّی اور تابع اور غیر تشریعی نبوت کا دروازہ کھلا ہے تا کہ ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کا کمال ثابت ہو اور دوسری طرف اسلام کی خدمت اور اشاعت کے لئے روحانی مصلحوں کی آمد کے سلسلہ میں بھی کوئی روک نہ پیدا ہونے پائے۔ اس کے مقابل پر اس زمانہ کے دوسرے مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت اور رسالت کے سلسلہ کو من کل الوجوہ مسدود قرار دے کر اس عظیم الشان نہر کے آگے بند لگانا چاہتے ہیں جسے خدائے عرش نے الکوثر کے نام سے یاد کیا ہے۔ پس کُجا اس قسم کے اہم اور اصولی اختلافات جن پر اس زمانہ میں گویا اسلام کی زندگی اور موت کا دارومدار ہے اور کجا مسجدوں میں رفع یدین اور آمین بالجہر کے ناگوار جھگڑے !!چہ نسبت خاک را باعالمِ پاک۔

بالآخر میں اپنے عزیز بھائیوں اور دوستوں کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ گزر گیا اور حضور کے صحابہ میں سے بھی اکثر خدا کے حضور پہنچ گئے۔ اب تعداد کے لحاظ سے کثرت اور تربیت کے لحاظ سے من حیث الجماعت کمزوری کا زمانہ آرہا ہے۔ بے شک خدا کے فضل سے احمدیت کے آسمان پر نئے نئے چاند اور نئے نئے ستارے قیامت تک چمکتے رہیں گے اور انفرادی لحاظ سے ان میں سے بعض پہلوؤں سے بھی آگے نکل سکتے ہیں اور انشاء اللہ نکلیں گے مگر وہ کہکشاں کا سا منظر جب کہ ستاروں کی کثرت سے گویا آسمان ڈھک جاتا ہے۔ اس کی امید اب کسی آئندہ مامور مصلح سے پہلے کم نظر آتی ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔ پس دوست اس نصیحت کو یاد رکھیں اور کبھی نہ بھولیں کہ جماعت کا اتحاد بڑی قدرومنزلت کی چیز ہے۔ اسے چھوٹی چھوٹی سی باتوں میں الجھ کر کبھی ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ کئی باتیں تو ایسی ہوتی ہیں کہ ان میں اسلام ازخود لوگوں کے ذاتی حالات اور ذاتی مذاق کا خیال رکھتے ہوئے مختلف اور متغائر طریقے اختیار کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ پس ان میں تو اختلاف کا سوال پیدا ہی نہیں ہوسکتا۔ اور کئی باتیں ایسی ہوتی ہیں جن میں جائز اختلاف کی گنجائش تو بے شک ہوتی ہے مگر یہ باتیں ایسی اہم نہیں ہوتیں کہ ان کی وجہ سے جماعت کے اتحاد کو خطرہ میں ڈالا جائے۔ بلکہ ایک کم اہم صداقت کو قربان کر کے بھی اتحاد جیسی اہم ترین چیز کو قائم رکھنا پڑتا ہے۔ یہی ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے اور اسی قربانی کی روح پر صحابہ کرام کا عمل تھا۔

پس اب جبکہ رمضان کے مبارک مہینہ کا آخری حصہ گزر رہا ہے میں دوستوں کی خدمت میں بڑی محبت اور بڑے ادب سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ آئندہ کے لئے خدا کے حضور پختہ عہد کریں کہ وہ ہمیشہ جماعت کے اتحاد کو قائم رکھیں گے اور کبھی چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپس میں اختلاف نہیں کریں گے۔اور اگر خدانخواستہ کسی معاملہ میں اختلاف پیدا ہوگا تو اسے فوراً بھائیوں کی طرح آپس میں بیٹھ کر یا اپنے مقامی امیر یا کسی دوسرے غیر جانب دار عقل مند ہمدرد ثالث کے ذریعہ فیصلہ کرا کر یا مرکز کی طرف رجوع کر کے (کیونکہ جماعتی اتحاد کا مرکزی نقطہ جماعت کا صدر مقام اور خلیفہ وقت کا وجود ہی ہیں) اپنے اختلاف کو فوراً دور کرلیں گے اور اسے کسی صورت بڑھنے نہیں دیں گے۔ دیکھو قرآن مجید کس محبت اور کس دردمند رنگ میں فرماتا ہے کہ:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ص وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْكُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا (آل عمران:104)

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَه، وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ (الانفال:47)

یعنی اے مومنو! خدا کی رسی (یعنی اپنے امام کے دامن اور جماعت کے اتحاد) کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھو اور آپس میں تفرقہ نہ پیدا ہونے دو اور خدا کی اس نعمت کو یاد کرو کہ تم کس طرح ایمان لانے سے پہلے آپس میں دشمن تھے مگر خدا نے تمہارے دلوں میں محبت پیدا کر دی اور تم اس کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے ------۔ پس اپنے نفس کی خواہشوں کے پیچھے لگنے کی بجائے خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کو اپنا مسلک بناؤ اور ہرگز آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ ورنہ یاد رکھو کہ تمہارا قدم پھسل جائے گا اور تمہارے اتحاد کی روح ضائع ہو جائے گی اور تمہارا رعب مٹ جائے گا۔

کیا جماعت کے مخلصین خدا کی اس آواز پر لبیک کہیں گے؟

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

(محررہ 30مارچ 1959ء)

(روزنامہ الفضل ربوہ 5اپریل 1959ء)

☆...☆...☆

بقیہ: فرمان خلیفہ ٔوقت...... از صفحہ 1

پس یہ مالی قربانی قرضۂ حسنہ ہے۔ اللہ کو بظاہر مال کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ہمیں سمجھایا گیا ہے کہ اللہ کس طرح قدر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ جو قربانی ہے کیونکہ یہ تم نے میری خاطر کی ہے۔ اس لئے میں اسے تمہیں واپس لوٹاؤں گا۔ اور اللہ تعالیٰ سب قدر کرنے والوں سے زیادہ قدر کرنے والا ہے۔ اس لئے اس کو کئی گنا بڑھا کر لوٹاتا ہے۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ کر کے لوٹاتا ہے۔ تو یہ قرضہ حسنہ کیا ہے؟ یہ تو ایک تجارت ہے اور تجارت بھی ایسی جس میں سوائے فائدے کے کچھ ہے ہی نہیں۔ اس لئے کسی بھی قربانی کرنے والے کو کبھی یہ خیال نہ آئے کہ میں نے خدا پر کوئی احسان کیا ہے۔ اور صرف مالی لحاظ سے یا دنیاوی لحاظ سے ایسے قربانی کرنے والوں کے حالات اللہ تعالیٰ ٹھیک نہیں کرتا بلکہ فرمایا کہ تمہارے جو دنیاوی فائدے ہونے ہیں وہ تو ہونے ہیں، میں گناہ بھی بخش دوں گا۔ انسان گناہوں کا پتلا ہے ایک دن میں کئی کئی گناہ سرزد ہو جاتے ہیں، کئی کئی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ ایک تو ان قربانیوں کی وجہ سے ان گناہوں سے بچے رہو گے، نیکیوں کی طرف توجہ پیدا ہوتی رہے گی۔ دوسرے جو غلطیاں اور کوتاہیاں سرزد ہو گئی ہیں، اللہ کی راہ میں قربانی کر کے ان کی بخشش کے سامان بھی پیدا کر رہے ہو گے۔ پس اس طرف توجہ کرو اور اللہ کے فضلوں کے وارث ٹھہرو۔

(خطبۂ جمعہ فرمودہ 23 ستمبر 2005ء)

آج کی دعا

’’اے پیارے خدا!اس پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتدائے دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو‘‘۔

(اتمام الحجہ:روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 308)

یہ حضرت مسیحِ موعودؑ کا بہت پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذاتِ اقدس کے لئے درود پاک ہے۔

حضرت مسیحِ موعودؑ فرماتے ہیں:

تیری الفت سے ہے معمور مرا ہر ذرہ
اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے
آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

مرسلہ: انجینئر محمود مجیب اصغر

قُلۡ مَا یَعۡبَؤُا بِکُمۡ رَبِّیۡ لَوۡلَا دُعَآؤُکُمۡ کی لطیف تفسیر

(الفرقان آیت 78)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یہ آیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی 1874ء اور 1906ء میں الہام ہوئی۔ اس کی لطیف تفسیر کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

’’چونکہ خدا کے قانون میں یہی انتظام ہے کہ رحمت خاصہ انہیں کے شامل حال ہوتی ہے کہ جو رحمت کے طریق کو یعنی دعا اور توحید کو اختیار کرتے ہیں اس باعث سے جو لوگ اس طریق کو چھوڑ دیتے ہیں وہ طرح طرح کی آفات میں گرفتار ہو جاتے ہیں اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے قُلۡ مَا یَعۡبَؤُا بِکُمۡ رَبِّیۡ لَوۡلَا دُعَآؤُکُمۡ یعنی ان کو کہہ دے کہ میرا خدا تمہاری پرواہ کیا رکھتا ہے اگر تم دعا نہ کرو اور اس کے فیضان کے خواہاں نہ ہو خدا کو کسی کی زندگی اور وجود کی حاجت نہیں وہ تو بے نیاز مطلق ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ بحوالہ تفسیر مسیح موعود جلد 6 صفحہ 357)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ

مجلس مشاورت جماعت احمدیہ 1969ء سے خطاب کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

’’دعا کے بغیر تو ہماری زندگی کوئی نہیں۔ دعا کے بغیر تو ہم خدا کے پیار کو حاصل نہیں کر سکتے

قُلۡ مَا یَعۡبَؤُا بِکُمۡ رَبِّیۡ لَوۡلَا دُعَآؤُکُمۡ (الفرقان آیت 78)

اللہ جو غنی ذات ہے اس کو ہماری پرواہ ہی کیا ہے؟ دعا ہے وہ ایک جذبہ ہے دل میں اس کے قریب جانے کا جو اس کی محبت میں ایک حرکت پیدا کرتا ہے اور چونکہ ہم غریبوں کی، عاجزوں کی حرکت بھی بڑی عاجزانہ ہوتی ہے ہم آہستگی کے ساتھ اس کی طرف بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ تمام قدرتوں کا مالک ہے جب کسی حرکت کی طرف وہ رجوع کرتا ہے تو ان قدرتوں کے ساتھ بڑی تیزی کے ساتھ وہ آگے بڑھتا ہے ہم نے دو قدم اٹھائے ہوتے ہیں وہ میلوں کا فاصلہ تمثیلی زبان میں طے کرتا ہوا ہمارے پاس پہنچتا ہے پس ہر آن اور ہر وقت دعائیں کرتے رہو۔

خدا تعالیٰ نے ہمیں دعا پر قائم رکھنے کے لئے لازمی نمازوں پر قائم کر دیا ہے کہ دن میں پانچ وقت یہ یاد دہانی ہوتی رہے کہ دعا کے بغیر تمہاری زندگی نہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس جذبہ میں شدت پیدا کرنے کے لئے ہمیں مقام محمود کا نظارہ دکھایا اور کہا اگر مقام محمود حاصل کرنا چاہتے ہو، نوافل کی طرف توجہ کرو اور اللہ تعالیٰ نے اس مقام محمود میں پہنچ کر اس کے حسن اور احسان کو اور زیادہ حسین بنانے کے لئے ہمیں ذکر کی طرف متوجہ کیا جو ہر وقت ہو سکتا ہے۔ یہاں بیٹھے بیٹھے بھی آپ سن بھی رہے ہیں اور زبان یا خیالات سے خدا تعالیٰ کے ذکر میں بھی مشغول رہ سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مثلاً اب میں بول بھی رہا ہوں کوئی کہے گا میں اس وقت دعا سے محروم رہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ نہیں تدبیر بھی دعا ہے؟ میری ایک تدبیر ہے کہ میں اپنے خیالات کا اپنے دوستوں کے سامنے اس رنگ میں اظہار کروں کہ وہ اپنی ذمہ واریوں کو سمجھیں۔ یہ ایک تدبیر ہے جو کچھ میں کہہ رہا ہوں میں اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں، تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جو اس نیت کے ساتھ تدبیر کرتا ہے وہ بھی دعا ہے۔ آپ نے فرمایا دعا تدبیر ہے اور تدبیر دعا ہے یہ ایک بڑا گہرا فلسفیانہ مضمون ہے اس کی تفصیل میں میں نہیں جا سکتا لیکن اس سے ہمیں یہ پتہ لگا کہ اگر ہر تدبیر دعا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے تو ہماری زندگی کا ہر لحظہ دعا میں گزر سکتا ہے اور گزرنا چاہیئے۔ اگر میں اس نیت سے سوتا ہوں کہ میں refresh ہو کر اٹھوں گا، مجھ میں تازگی پیدا ہو گی تو میرا سونا ایک تدبیر ہے۔ پانچ گھنٹے جو میں غفلت کی نیند سویا رہتا ہوں یہ ایک تدبیر ہے اس غرض کے لئے کی گئی ہے کہ میں زیادہ طاقت کے ساتھ اگلے دن کا کام کرسکوں اور چونکہ ہر تدبیر دعا ہے ہر لحظہ جو میرا سونے میں گزرا اس نیت کے ساتھ میرا دعا میں گزرا تو چوبیس گھنے کے چوبیس گھنٹے ہمارے دعا میں گزر سکتے ہیں اگر ہماری نیتیں درست رہیں اگر ہمیں احساس ہو اس بات کا کہ ہماری زندگی کا ایک لمحہ بھی دعا کے بغیر نہیں رہے گا اور یہی سچ ہے کیونکہ اگر یہ سچ ہے اور یقینا سچ ہے کہ

قُلۡ مَا یَعۡبَؤُا بِکُمۡ رَبِّیۡ لَوۡلَا دُعَآؤُکُمۡ

تو ہر وہ لحظہ جو دعا کے بغیر ہمارا گزرا خواہ وہ غفلت کا ہو یا نیند کا اس میں خدا تعالیٰ کو ہماری پرواہ نہیں رہی اور ایک لحظہ کے لئے بھی انسان زندہ نہیں رہ سکتا، قائم نہیں رہ سکتا روحانی طور پر، اخلاقی طور پر، جسمانی طور پر اگر خدا تعالیٰ کا سہارا نہ ہو۔ یہ صحیح ہے کہ جو جسمانی سہارے ہیں وہ خدا تعالیٰ دوسروں کو بھی دیتا ہے یہ اس کا ایک دوسرا قانون ہے لیکن پرواہ کوئی نہیں ہوتی۔ سہارا دیتا ہے دنیوی لحاظ سے آسمان تک لے جاتا ہے اور یہ بتانے کے لئے کہ میں نے ایک دوسرے قانون کے مطابق تمہیں سہارا دیا تھا یہ نہیں تھا کہ تم اس گروہ میں آگئے ہو جو قُلۡ مَا یَعۡبَؤُا بِکُمۡ رَبِّیۡ والا گروہ ہے یعنی جن کی پرواہ ہوتی ہے اس گروہ میں نہیں تھے تو وہ اپنا سہارا نیچے سے ہٹا لیتا ہے اور وہ سات آسمانوں سے گرتے اور چکنا چور ہو جاتے ہیں۔ جتنا اس کو بلند کرتا ہے اتنا اس کا قیمہ کر دیتا ہے لیکن جو ہر آن ہر وقت خدا کے حضور عاجزانہ دعاؤں میں لگے رہتے ہیں یہ سہارا ان سے کبھی چھینا نہیں جاتا۔

جب ان کو اللہ کے فضل اور اس کی نعمت سے کوئی رفعت حاصل ہوتی ہے تو خدا کا فضل اور اس کی نعمت ان نعمتوں سے اسے محروم نہیں کیا کرتی۔ شرط یہ ہے کہ کوئی لحظہ بھی زندگی کا اس خیال کے ماتحت نہ گزارا جائے کہ ہم اپنی قوت اور طاقت اور علم اور مال اور وجاہت کے اور یہ اور وہ۔ جو ہمیں ملا ہوا ہے دنیا میں، خدا کے سہارے کے بغیر ان کے سہارے سے زندہ رہ سکتے ہیں۔ جس وقت وہ خیال آیا ہلاکت کے دروازے کھل گئے۔ ہزار ہلاکتیں آ کر اس کے سامنے کھڑی ہو جائیں گی۔ یہ خدا ہی کا سہارا ہے جس نے ring کیا ہوا ہے ایک حلقہ بنا ہوا ہے ہمارے گرد شیطان کبھی ادھر سے وسوسے پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور کبھی ادھر سے دل کے نور کو، دل کے وسوسے سے پنکچر کر کے وہاں سے نکالنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حلقہ بنایا ہوا ہے۔ اس میں سے وہ گزر نہیں سکتا۔ اس حلقہ کا قیام دعا کے ذریعہ ہے۔ دعا کرتے رہو گے ہر وقت، تو اللہ تعالیٰ کا سہارا بھی تمہارے ساتھ رہے گا۔ اس کی قدرتوں کے جلوے بھی تم ہر وقت دیکھو گے۔

نیند کی میں ایک موٹی مثال دیتا ہوں۔ ممکن ہے بعض لوگوں کو سمجھ نہ آئی ہو۔ نیند بھی دعا ہے ایسے آدمی کی نیند سے بھی اللہ تعالیٰ پیار کرتا ہے تب ہی تو وہ سچی خوابیں نیند کے وقت دکھا دیتا ہے۔ اگر نیند کی حالت کو خدا ایک کامل غفلت کی حالت پاتا تو اتنے پیار اور محبت کا سلوک اس غفلت کی حالت میں انسان سے کیسے کرسکتا تھا؟ کتنی عظیم بشارت اس انسان کو دی جاتی ہے جو خلوص نیت سے نیند کے اوقات کو گزارتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی نیند کی اس حالت سے بھی پیار کرتا ہے دل کی اس حالت سے بھی پیار کرتا ہے اور اس حالت میں بھی اپنی نعمتوں سے اسے نوازتا اور محبت کا سلوک اس سے کرتا ہے۔

پس دعا کو اپنی عادت بناؤ۔ دعا کو اپنی غذا بناؤ۔ دعا کو اپنا لباس بناؤ۔ دعا کو اپنی ہوا بناؤ۔ دعا ہی کو اپنی نیند بناؤ ہر چیز دعا کو بناؤ اور دعا کے ذریعہ سے اپنے رب کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

پھر جتنی دنیا آج اسلام کی مخالفت کر رہی ہے ہر قسم کے دجل جو ہیں وہ کئے جا رہے ہیں، افریقہ میں بھی، امریکہ میں بھی، یورپ میں بھی، جزائر میں بھی، بڑی مالی طاقت ان دجالی منصوبوں کے پیچھے ہے اور سلطنتین ان کا ساتھ دے رہی ہیں۔ وہ سلطنتیں جن کا مقابلہ دوسری سلطنتیں آج نہیں کر سکتیں کوئی خدا سے دور لے جا رہا ہے کوئی شرک میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ انسان کو خدائے واحد و یگانہ سے دور لے جانے کی دائیں طرف سے بھی کوشش ہو رہی ہے اور بائیں طرف سے بھی کوشش ہو رہی ہے۔ ان تمام کوششوں کے باوجود، ان تمام اندھیروں کے باوجود، ان تمام ظلمتوں کے باوجود، ان تمام دنیوی مادی سامانوں کے باوجود اور طاقتوں کے باوجود ہمارے دل میں جو یہ یقین پیدا کیا گیا ہے کہ اسلام آخر کار غالب ہو گا اور فتح پائے گا وہ اسی بناء پر کیا گیا ہے کہ خدا نے کہا میری اطاعت میں گم اور فنا ہو جاؤ میں تمہارے گرد اپنے نور کا، میں تمہارے گرد اپنی قدرت کا، میں تمہارے گرد اپنی حیات کا، میں تمہارے گرد اپنی قیومیت کا، میں تمہارے گرد اپنے احسان کا ایک ایسا حلقہ بناؤں گا کہ یہ تمام مادی طاقتیں تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گی اور آخر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں فتح ہو گی۔

خدا کرے کہ ایسا ہو اور خدا کرے کہ ہم اپنی ذمہ واریوں کو سمجھنے والے ہوں۔ خدا کرے کہ ہم اپنی ناطاقتی اور عاجزی کو پہچاننے والے ہوں۔ خدا کرے شرک کا کوئی اثر بھی ہمارے دلوں اور ہمارے دماغوں اور ہماری روح میں باقی نہ رہے۔ خدا کرے کہ ہمارے ذرہ ذرہ میں اور ہماری روح اور ہمارے اخلاق کے ہر پہلو میں خدا کی توحید ہی جلوہ گر ہو اور موجزن رہے۔ خدا کرے کہ دعا کے اس مقام سے ہم کبھی نہ ہٹیں تا کہ شیطان کا کوئی وار کبھی ہم پر کامیاب نہ ہو سکے۔‘‘

(رپورٹ مجلس مشاورت جماعت احمدیہ 1969ء صفحہ 276 تا 280)

☆…☆…☆

مرسلہ: منور علی شاہد (جرمنی)

جرمنی جانا ہے تو پہلے ’’جرمن زبان‘‘ سیکھیں

جرمنی میں جانا ایک نئی دنیا میں جانے کے مترادف ہے۔ اگر آپ نے انگریزی میں پی ایچ ڈی بھی کر رکھی ہے تو جرمنی میں پہنچ کر آپ ایک سینٹ کی خریداری کے قابل نہیں ہونگے۔ٹیکسی، بس کے ذریعے سفر نہیں کرسکیں گے۔ ہوسکتا ہے آپ دوران سفر کہیں آگے نکل جائیں یا غلط سٹاپ پر اتر جائیں اور پھر غصہ میں خود کو کوستے پھریں کیونکہ جرمن لوگ اپنی زبان کے علاوہ دوسری زبان میں بات کرنا بالکل پسند نہیں کرتے اور نہ ہی ان کو آتی ہے لہذا گونگوں کی طرح اشاروں سے ہی کام چلانا پڑتا ہے۔ اسی لئے آپ کو اپنی قیام گاہ سے باہر نکلتے ہی زبان کا مسئلہ ہر قدم پر ملے گا۔ جرمنی پہنچنا آج ایشیائی ممالک کے لوگوں کا ہی خواب نہیں ہے بلکہ دیگر یورپین ممالک اور دیگر مغربی ممالک کے لوگ بھی یورپ کے اندر جرمنی کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس کی متعدد معاشی، سیاسی اور سماجی وجوہات ہیں۔ جرمن یورپ کی پہلی اور دنیا کی تیسری بڑی معیشت ہے۔ اس کا پاسپورٹ دنیا کا تیسرا طاقتور سفری دستاویز ہے۔ 189 ممالک میں بغیر ویزہ کے سفر کرسکتے ہیں۔ جرمنی میں مکمل سیکورٹی دستیاب ہے،۔مکمل مذہبی و سیاسی سماجی آزادی میسر ہے۔ نفرت انگیز تقاریر ممنوع ہیں۔تعلیم اور صحت کا نظام انسانی اقدار کے احترام کی بنیاد پر قائم ہیں۔ کاروبار، ملازمتوں اور سیاحت کے بہترین مواقع دستیاب ہیں۔ یورپ کے اندر آج انسانی ہجرت ہی نہیں بلکہ زبانوں کی ہجرت بھی انسانوں کے ساتھ شروع ہے۔تہذیبوں اور مذاہب کی ہجرت بھی ہو رہی ہے۔ اس طرح یورپ کے اندر نئے معاشروں کی تشکیل ہو رہی ہے۔ میں جب جرمنی کی سرزمین پر پہنچا تھا تو انگریزی زبان کی کچھ سوجھ بوجھ کی وجہ سے زیادہ فکرمند نہیں تھا لیکن چند دنوں کے بعد ہی احساس ہوگیا کہ سب کچھ ٹھیک نہیں ہے بلکہ بہت گڑبڑ ہے۔سب اندازے غلط نکلے اور منہ میں زبان رکھنے کے باوجود گونگوں کی طرح اشاروں سے کام چلانا پڑا تھا۔ قدم قدم پر محتاجی کا سامنا تھا۔ جرمن لوگ اپنی زبان سے اس جنون کی حد تک عقیدت رکھتے ہونگے، اس کا بالکل اندازہ نہیں تھا۔ ایک بار ٹرین میں سفر کے دوران چیکر سے بات کرنی پڑ گئی، اس نے صرف انگریزی میں یہی ایک جملہ بولا کہ یہاں رہنا ہے تو جرمن زبان سیکھو۔ پاکستان میں رہنے والوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جرمنی جانے کا سوچنے سے پہلے جرمن زبان سیکھنے کا پہلے سوچیں۔ کیونکہ کسی نئے ملک میں مستقل قیام یا ملازمت کے لئے وہاں کی سیاست، ثقافت اور معاشرتی زندگی کو سمجھنے کے لئے بہترین ذریعہ زبان ہوتی ہے۔ اس پر دسترس حاصل کرنے کے بعد آپ معاشرہ کے اندر بہت تیزی سے مدغم ہوکر اس کا حصہ بن سکتے ہیں۔ لہذا جرمنی کے اندر کامیابی کی واحد کنجی جرمن زبان پر عبور ہے۔ یقیناً نئی زبان دوسری قوم کی تہذیب، ثقافت، تاریخ و ادب، سیاست کو سمجھنے کے بند دریچے کھولتی ہے۔ اجنبی اور نئے معاشرے میں نئی زبان سیکھ کر جب ہم دوسروں سے ہمکلام ہوتے ہیں تو پھر ہم صرف نیا کچھ سیکھتے ہی نہیں ہیں بلکہ وہاں کے شہریوں کو بھی اپنا کلچر، اپنی تہذیب و ثقافت ان تک پہنچاتے ہیں۔ گویا ایک زبان محض انسانوں سے رابطہ کا ہی کام نہیں کرتی بلکہ یہ دو تہذیبوں کو بھی ملاتی ہے۔ نئی زبان کے حوالے سے ایک مثال مشہور ہے کہ ’’ایک نئی زبان سیکھو اور ایک نئی روح حاصل کرو۔‘‘

جرمن قوم اپنی زبان میں گفتگو کرنا بہت پسند کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر طرف جرمن زبان کا راج نظر آتا ہے۔ مارکیٹوں، بازاروں، بڑی بڑی اہم شاہراؤں، ریلوے اسٹیشنوں، ائیرپورٹوں اور دیگر تفریحی مقامات سمیت ہر طرف سائن بورڈوں پر جرمن زبان ہی نظر آئے گی۔ شاذو نادر ہی کہیں انگریزی زبان میں کچھ لکھا نظر آئے گا۔ ابتدائی دنوں میں مجھے انگریزی اخبارات کی شدید ضرورت محسوس ہوئی تو میں بڑے بڑے بک سٹالوں پر گیا کہ کہیں سے انگریزی زبان میں کوئی میگزین یا اخبار مل جائے لیکن ناکامی ہوئی۔ ہر قسم کی کتاب، میگزین اور اخبار سبھی جرمن زبان میں تھے اور ان کی بہتات تھی، ہر موضوع پر لکھی کتابیں، میگزین موجود تھے لیکن صرف جرمن زبان میں۔ ان حالات میں جرمن زبان سیکھنے کی ضرورت کا احساس اور بڑھ جاتا ہے۔ مارکیٹوں اور تفریحی مقامات پر گھومنے پھرنے کے دوران زبان کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔ٹیکسی، بس یا ٹرین میں سفر کے دوران بھی یہی مشکل درپیش ہوتی ہے کہ منزل مقصود تک کیسے پہنچا جائے؟ لہذا جرمنی میں جانے یا پہنچنے کے فوراً بعد سب سے پہلے جرمن زبان سیکھنا اور عبور حاصل کرنا ناگزیر ہے۔ جرمن کی 16 ریاستوں کی طرف سے تارکین وطن اور غیرملکیوں کو جرمن زبان سکھانے کی بہترین سہولیات میسر کی ہوئی ہیں۔ کسی یونیورسٹی یا کالج میں ڈگری کی پڑھائی سے پہلے جرمن زبان کورس پاس کرنا لازم ہوتا ہے۔ اسی طرح فلاحی ادارے بھی موجود ہیں جو زبان سکھاتے ہیں۔ آپ زبان سیکھنے والے ہوں تو آن لائن، کلاسز کے علاوہ خصوصی تعلیمی اداروں کے ذریعے زبان سیکھ سکتے ہیں۔ پہلے جرمن زبان کورس لازم ہے جو A1 سے شروع ہوتا ہے۔ پھر A2 ابتدائی بول چال کی لیول کے کورس ہیں اور جاب اور تعلیمی ادارے میں داخلے کا کم از کم معیار B1 ہے۔ اس کے بعد B2 اور اگر مزید بہتر جرمن سیکھنا چاہتے ہیں تو آپ C1، C2 کرسکتے ہیں۔ جرمن زبان سیکھنے کے بعد آپ کو نہ صرف جرمنی بلکہ یورپ کے متعدد اہم ممالک میں بھی بہت فائدہ ہوگا جہاں جرمن زبان بولی جاتی ہے اور یوں آپ کو جرمنی کے علاوہ دیگر ممالک میں کام کرنے یا تعلیم حاصل کرنے کے مواقع دستیاب ہونگے۔

مرسلہ: عبدالہادی قریشی۔ نمائندہ روزنامہ الفضل لندن (آن لائن) سیرالیون

جامعۃ المبشرین سیرالیون میں مقابلہ تلاوت کا بابرکت انعقاد

جامعۃ المبشرین سیرالیون میں طلباء کی عملی استعدادوں اور فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ کے تحت مسابقت کی روح پیدا کرنے کے لئے مجلسِ علمی باقاعدہ طور پر قائم ہے۔ مجلسِ علمی کے تحت طلباء کو تین گروپوں (نور، محمود اور ناصر) میں تقسیم کرکے ان کے درمیان انفرادی اور اجتماعی مقابلے کروائے جاتے ہیں۔ اور سال کے آخر میں پوائنٹ سسٹم کی بنیاد پر بہترین گروپ اور بہترین طالب علم کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

اس سال کا پہلا مقابلہ مقابلۂ تلاوت مؤرخہ 23 ستمبر بروز بدھ بعد نماز عصر مکرم حافظ اسداللہ وحید صاحب، استاذ جامعہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ آپ کے ساتھ مکرم شیخ ظافر احمد صاحب، استاذ جامعہ اور مکرم حامد علی بنگورا صاحب، استاذ جامعہ نے منصفی کے فرائض سرانجام دئے۔ مقابلہ کے لئے کوئی خاص نصاب مقرر نہیں کیا گیا تھا بلکہ شاملین اپنی پسند سے قرآن کریم کے کسی بھی حصے سے تلاوت کرسکتے تھے۔ ہر گروپ سے پانچ طلباء نے اس مقابلہ میں حصہ لیا۔ الحمدللہ، تمام طلباء بھرپور تیاری کے ساتھ اس مقابلے میں شامل ہوئے۔

منصفین کے فیصلہ کے مطابق عزیزم محمد ییرو کمارا، اول، عزیزم سیلمان سُو، دوم اور عزیزم محمد بلال کوروما، سوم قرار پائے۔ مکرم مہمانِ خصوصی نے طلباء کو تلاوت قرآن کریم سے متعلق بعض نصائح کیں اور دعا کے ساتھ اس بابرکت مقابلہ کا اختتام ہوا۔

دعا ہے کے اللہ تعالیٰ جملہ اساتذہ و طلباء کو ان کی ذمہ داریاں احسن طریق پر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیشہ خلافت احمدیہ کا وفاشعار اور اطاعت گذار رکھے۔ آمین۔

ظفر اقبال مبلغ سلسلہ سینیگال

رپورٹ بابت افتتاح مسجد بیت المالک خاوُل

مؤرخہ 23 مارچ 2020ء کو بیت المالک مسجد کا سنگِ بنیاد خاکسار نے رکھا۔کرونا کی وجہ سے لوگوں کو اکٹھا کرنا ممکن نہ تھا مسجد کے لِ ایک ایکڑ قطعہ زمین خاوُل گاؤں کی احمدیہ جماعت کے صدر محترم جوگو فائی صاحب نے عطیہ کیا۔مسجد کی تعمیر کے لیے ایک احمدی ٹھیکیدار محترم بیین صاحب کومسجد کا ٹھیکہ دیا گیا جو کہ اس سے قبل اسی ریجن میں دو مساجد جماعت کے لیے تعمیر کروا چکے ہیں۔نہایت ہی مخلص دوست اور اپنے کام میں ماہر ہیں۔مسجد کی تعمیر کے لیے ایک کمیٹی بنائی گئی جو کہ صدر صاحب جماعت،سیکرٹری صاحب مال،قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور لوکل مشنری صاحب پر مشتمل تھی۔مسجد کے لیے پانی لانے کی ذمہ داری لجنہ اماء اللہ خاوُل نے اٹھائی اور دور دراز سے پانی لاتی رہیں اور پانی کی کمی نہیں ہونے دی۔بہر حال مرحلہ وار تعمیر کی صورت میں 23 مارچ 2020ء سے لے کر 23 اگست 2020ء کو مسجد مکمل ہوگئی۔یہ مسجد 15 میٹر چوڑی اور گیارہ میٹر لمبی ہے اور چار صد افراد مسجد کی چھت کے نیچے نماز پڑھ سکتے ہیں۔مسجد کے دو مینار جو کہ دائیں اور بائیں جانب ہیں۔دونوں مینار مسجد اقصیٰ ربوہ کے میناروں کی طرز پر بنائے گئے ہیں۔درمیان میں ایک خوبصورت گنبد ہے گنبد میں خوبصورتی سے شیشہ لگایا گیا ہے جس سے مسجد روشن رہتی ہے۔جس پر العزۃ للّٰہ اور العظمۃ للّٰہ اور دیگر خوبصورت تحریرات لکھی ہوئی ہیں۔اسی طرح مسجد کے اندر اللہ تعالیٰ کے اسماء خوبصورتی سے لکھے گئے ہیں۔مسجد کو سبز اور سفید رنگ،جبکہ باہر ہلکا پیلا اور سبز رنگ کیا گیا ہے۔مسجد کے ارد گرد کے ماحول کو وقارِعمل سے بہترین صاف کیا گیا ہے۔مسجد کی تعمیر کے لیے بھی وقارِعمل کے ذریعہ حصہ ڈالا گیا۔سارے گاؤں نے جو کہ مکمل احمدی آبادی ہے نے مسجد کی تعمیر پر بہت خوشی کا اظہار کیا ہے۔مسجد کے افتتاح کے لیے 25 ستمبر 2020ء بروز جمعۃ المبارک تاریخ طے کی گئی۔مسجد کے افتتاح کی خوشی میں سارے گاؤں کے احمدی احباب چھوٹے بڑے سب نے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔سارے گاؤں کو غریب دلہن کی طرح سجایا گیا۔27 دیہات کو مسجد کے افتتاح کی دعوت دی گئی اور کرونا کی وجہ سے ہر گاؤں کا صرف ایک ڈیلیگیشن شامل ہوسکا آنے والے مہمانوں کا کھانا لجنہ اماء اللہ خاوُل جماعت بنائے گی جس کے لئے ایک گائے خریدی گئی تھی۔افتتاح کے دن محترم امیر صاحب اپنے وفد کے ساتھ جب خاوُل گاؤں پہنچے تو ان کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا گیا۔وفد میں نائب امیر صاحب،سیکرٹری جنرل صاحب جماعت سینیگال،لجنہ کی محنت اور کاوش کی حوصلہ افزائی کے لیے صدر صاحبہ لجنہ سینیگال اور ریجنل صدر صاحبہ لجنہ بھی خاوُل تشریف لائیں اور لجنہ کی حوصلہ افزائی فرمائی اور خوشی کا اظہار کیا۔محترم امیر صاحب نے آنے والے وفود سے ملاقاتیں کیں۔جس میں نو مبائعین بھی شامل تھے۔کل 27 دیہات سے وفود شامل ہوئے۔محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ سینیگال نے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے نماز جمعہ سے قبل مسجد بیت المالک کا افتتاح فرمایا جبکہ احباب نے ربنا تقبل منا کے الفاظ بلند آواز سے دہرائے۔الحمد للہ علیٰ ذلک

اس کے بعد نماز جمعہ کی دوسری اذان دی گئی اور محترم امیر صاحب نے خطبہ جمعہ میں مسجد کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ حقیقی خوشی اس میں ہے کہ مسجد آباد ہو اور سب دوست باقاعدہ مسجد میں آکر پانچ نمازیں ادا کریں۔نیز سب کام کرنے والوں کا شکریہ ادا کیا۔یہ ایک مسجد کی افتتاحی تقریب بھی تھی اور ایک بہت بڑا اجتماع بھی تھا۔افتتاحی تقریب کی حاضری 1100 افراد رہی۔الحمد للہ علیٰ ذلک

افتتاح اور نماز جمعہ کے بعد سب احباب کی عمدہ کھانے سے تواضع کی گئی۔اس تقریب میں 16 گاؤں کے امام اور 19 گاؤں کے چیف شامل ہوئے۔تقریب کو لوکل ریڈیو نے کوّر کیا اور اس پر ایک گھنٹہ کا الگ پروگرام بھی کیا گیا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے اس مسجد کو امن کا گہوارہ بنائے اور عبادت گزاروں کی عبادت قبول فرمائے۔آمین

رپورٹ از فہیم احمد خادم نمائندہ روزنامہ الفضل لندن (آن لائن) غانا

رپورٹ عطیہء خون Walewale زون۔گھانا

احمدیت نام ہے خدمتِ انسانیت کا۔اسلام احمدیت،مخلوقِ خدا کی بھلائی کا دوسرا نام ہے۔حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے ’’مرا مطلوب و مقصود و تمنا خدمتِ خلق است‘‘

دنیا بھر میں پھیلی ہوئی جماعتِ احمدیہ اپنی بساط کے مطابق دکھی انسانیت کی خدمت میں کوشاں ہے۔خدمتِ خلق کا ایک ذریعہ خون کا عطیہ دینا ہے۔جس سے زندگیوں کو موت کے منہ میں جانے سے بچایا جاتا ہے۔غانا کا ایک زون Walewale کہلاتا ہے۔غانا کے شمال میں یہ ایک نوزائیدہ زون ہے۔یہ گھانا کا پسماندہ علاقہ ہے جہاں کے دیہات میں کچی اور ٹوٹی پھوٹی سڑکیں ہیں۔

اس زون میں پانچ سرکٹس ہیں۔مجلس خدام الاحمدیہ کے تحت یہاں خون کا عطیہ دینے کا پروگرام بنایا گیا۔اس کے لئے انہوں نے تین ہفتے کے لئے دورے کر کے سرکٹس کی جماعتوں میں موجود خدام کو اس نیک کام کے لئے آمادہ کیا خصوصاً نو مبائعین کو۔اس کام کے لئے خدام کو اپنی جماعتوں سے سفر کر کے زونل ہیڈ کوارٹرز Walewale آنا تھا اور اس نیک کام میں شریک ہونا تھا۔

خدا کے فضل سے ان خدام کو Walewale کے میونسپل ہسپتال میں اپنے خون کے عطیات دینے کی توفیق ملی۔اس کارِخیر سے قبل لیبارٹری کے انچارج مکرم عبدالرحیم صاحب نے اپنی مختصر تقریر میں خون دینے کے بارے میں لوگوں میں موجود بعض غلط فہمیوں کو دور کیا اور خون دینے کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔خدا کے فضل سے 10 جماعتوں کے 32 خدام کو اپنے خون کے عطیات دینے کی توفیق ملی۔ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان خدام کی یہ نیک مساعی قبول فرمائے اور اس کے بڑے بڑے باثمر نتائج نکلیں۔آمین۔

☆…☆…☆

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

مرسلہ: سدرۃ المنتہیٰ جماعت کینیڈا

ہیومن جینوم پراجیکٹ

Human Genome Project

انسانی جسم خدا تعالیٰ کی پیچیدہ اور اعلیٰ ترین تخلیق کا ایک نمونہ ہے۔ اس میں پائے جانے والے کروڑہا خلیوں کا الگ الگ اور ایک دوسرے سے منفرد کام کرنا ایک عجیب ترین شان اور قدرتِ خدائی اپنے اندر رکھتا ہے۔ سائنسدانوں کے مطابق انسانی جسم میں سب سے اہم جزو جس پر انسان کی زندگی، اسکے اعضاء، رنگ، شکل الغرض ہر چیز کا دارومدار ہے وہ جین (gene) ہے۔

گو 1900 سے پہلے ہی جین کے اور اسکے کردار کے متعلق مختلف سائنسدان بہت کچھ بتا چکے تھے۔ لیکن جین لفظ اور اسکی صحیح پہچان کرنے کا سہرا ایک ڈینش بائینسٹ (Botanist) ویل ہیلم جانسن (Wilhelm Johannsen) کو جاتا ہے۔ انیسویں اور بیسویں صدی میں علم حیاتیات میں جہاں دیگر ترقی ہوئی۔ وہیں وراثیات یعنی جینیٹکس کی جانب سائنسدانوں کی توجہ مرکوز ہونا شروع ہوئی۔ کیونکہ وراثیات کے علم کے بغیر انسانی جسم کے متعلق کچھ جاننا ایک ناممکن امر ہے۔

انسانی جینن کیسے ارتقائی مراحل سے گزرتا ہے؟ کیسے ایک انسان میں مختلف عادتیں اور جسمانی خدوخال پائے جاتے ہیں؟ کیا کسی بھی جاندار کی پیدائش سے قبل ہی اسکے متعلق ایسی معلومات مل سکتی ہے جس کی مدد سے اسکی صحت کو بہتر کیا جاسکے؟ یہ چند ایسے سوال ہیں جو سائنسدانوں کے ذہن میں کئی دہائیوں تک رہے۔ اور انکے جوابوں کی کھوج میں ہی انسان نے خوردبین بنائی۔

خوردبین نے بصری دنیا سے نیچے کی دنیا کو کھولا اور خلیے تک پہنچایا۔ خلیے کی اندرونی اناٹومی (Anatomy) اور فزیولوجی (Physiology) پر سوال کھڑے کئے اور پھر ان کی تلاش میں مزید طاقتور خوردبین کی ضرورت محسوس ہوئی اور وہ بنائی گئیں کہ وہ خلیے کے اندر کی دنیا کا کھوج لگائیں۔ پس یہ کھوج اپنی انتہاء کو تب پہنچی جب یکم اکتوبر 1990 میں تاریخ کا اور حیاتیات کا سب سے بڑا سائنسی پراجیکٹ شروع کیا گیا۔

اس پراجیکٹ کا نام ہے ’’ہیومن جینوم پراجیکٹ‘‘ (Human Genome Project)۔ اس پراجیکٹ کا بنیادی مقصد 5 سال کہ عرصہ میں انسانی جین یعنی انسانی جسم میں پائے جانے والے اس جینیاتی مادے کے متعلق معلومات حاصل کی جائیں۔ اس پراجیکٹ کی ابتدائی کھوج میں مندرجہ ذیل معلومات شامل تھی:

انسانوں میں پائی جانے والی مختلف خصلتوں (traits) اور بیماریوں کا پتہ لگانا کہ وہ کس جین پر موجود ہیں۔

جینز کی نقشہ کشی کی گئی جس کو سائینسی اصطلاح میں جین میپنگ (gene mapping) کہا جاتا ہے۔

انسانوں میں پائی جانے والی موروثی خصائل جن کو inherited traits بھی کہا جاتا ہے کا پتہ لگانا۔

ان تمام علوم کے حصول کا بنیادی مقصد انسانی نسلوں میں ان تمام خصائل اور ان سے متعلق معلومات کا محفوظ کرنا اور ان میں آنے والے تغیرات کو ریکارڈ کرنا تھا جس سے آنے والے وقت میں بے شمار پیچیدگیوں سے بچنا ممکن ہو سکے گا۔

گو یہ منصوبہ ابتدائی طور پر 5 سال کے عرصہ پر محیط تھا۔ لیکن اس سے حاصل ہونے والی بے پناہ کامیابی کی بناء پر یہ منصوبہ 13 سال تک جاری رہا۔ اور آخر کار 2003 اپریل میں اسکا اختتام ایسی عظیم الشان کامیابی پر ہوا جسکا 13 سال پہلے تصور کرنا بھی ایک ناممکن سی بات تھی۔

آپ سب جاننا چاہ رہیں ہونگے آخر یہ کونسی کامیابی تھی؟ اس منصوبہ کے تحت سائنسدان مکمل انسانی جینوم (genome) کو میپ کر کے اس میں پائے جانے والے تمام جینز اور ان کی ترتیب جاننے میں کامیاب ہوئے۔ اس منصوبے کے اختتام پر حاصل ہونے والی معلومات میں سے کچھ میں آپ کے سامنے پیش کرتی ہوں۔ کسی بھی انسان میں 3 کروڑ سے زائد بیس پیئرز (base pairs) پائے جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے انسانی جینوم 2.9 گیگابائٹس (GB 2.9) میموری کے برابر ہے۔ ہر بیس پیئر دو قسم کی نیوکلیو بیسس (neucleobases) سے مل کر بنتا ہے۔ انسانی جینوم میں 4 نیوکلیو بیسس پائے جاتے ہیں جن میں ایڈنین (adenine)، تھائی مین (thymine)، گوانین (guanine) اور سائیٹوسین (cytosine) شامل ہیں۔ انسانی جینوم میں 22 ہزار 300 جینز مختلف پروٹینز کے بنانے میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ ایک بات یہاں بتانا بہت ضروری ہے کہ جو جینز پروٹین بناتے ہیں وہ سب سے اہم جینز ہوتے ہیں؛ کیونکہ انہیں پروٹینز کے ذریعے ہی یہ جینز انسانی جسم میں اپنا اظہار کرتے ہیں۔

یہ بات یہاں قابل ذکر ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس خوبصورتی سے ہر انسان میں ایسا حیرت انگیز نظام رکھا ہوا ہے۔ کہ محض چار بیسس مل کر کروڑوں مختلف انداز میں مل کر انسان میں ہزاروں پروٹینز (proteins) بناتی ہیں۔ اور یہی پروٹینز انسانی زندگی کی بنیاد رکھتے ہیں اور عمر بھر انسانی جسم میں اپنا کردار ادا کرتے رہتے ہیں۔ اور اگر ان میں سے محض ایک بیس پیئر بھی اپنی جگہ سے ادھر سے ادھر ہو جائے تو انسانی جسم میں بیماری یا پیچیدگی کا باعث بنتا ہے۔

پس ہیومن جینوم پراجیکٹ سے حاصل ہونے والی معلومات کے ذریعے سے پیدائش سے قبل ہی بہت سی بیماریوں کی تشخیص کی جاسکتی ہے۔ اور اسکی مدد سے قبل از وقت علاج ممکن ہو جاتا ہے۔ ہیومن جینوم پراجیکٹ کے اور بہت سے فوائد میں سے ایک اور فائدہ یہ بھی ہے کہ ان مختلف پروٹینز بنانے والے جینز کو انسانوں اور باقی جانداروں میں پروٹینز یا دیگر کیمیائی مواد کی کمی کو پورا کرنے کے لئے جینیٹک انجنیئرنگ (genetic engineering) کے ذریعے استعمال کیا جارہا ہے۔ اسکی ایک مثال انسولین (insulin) ہے۔ انسانوں اور بیکٹیریا ای۔کولائی (e.coli) میں انسولین بنانے والے جینز مشترک ہیں اسلئے انسانوں میں انسولین کی کمی کو پورا کرنے کے لئے اسکی پیداوار ای۔کولائی میں کروائی جاتی ہے۔

الغرض ہیومن جینوم پراجیکٹ نے ریسرچ کے میدان میں ایسے نئے راستے کھول دئے ہیں جن سے ناممکنات کو حاصل کیا جارہا ہے۔ کینسر جیسی جان لیوا بیماری جو کل تک لا علاج گمان کی جاتی تھی۔ آج اسکے لئے اسی پراجیکٹ کے نتیجے میں نت نئے علاج کے طریقے مرتب کئے جارہے ہیں۔ اور اسکے ساتھ ساتھ بڑھتی ہوئی آبادی اور اس کے باعث اناج کی کمی کو دور کرنے کے لئے بھی یہی ریسرچ کلیدی کردار ادا کر رہی ہے۔

پس جہاں ہیومن جینوم پراجیکٹ جیسی عظیم الشان سائنسی کامیابیاں ہمیں ایک بہتر مستقبل دینے میں مدد کر رہی ہیں۔ وہیں یہ ایجادات ہمیں ان تمام علوم اور چیزوں کے خالق کی عظمت کا لمحہ لمحہ اظہار کرنے پر بھی مجبور کرتی ہیں۔ جس نے بہترین رنگ میں اتنی پیچیدہ مخلوقات کو نہ صرف پیدا کیا بلکہ اس نے انہیں اتنی سمجھ بھی دی کہ وہ مخلوق میں چھپے رازوں کو افشاں کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان علوم کو انسانیت اور دیگر مخلوقات کی خدمت میں استعمال کرنے کی توفیق دے۔ آمین

☆...☆...☆

غروب آفتاب	طلوع فجر		03 نومبر 2020ء
17:43	05:07		مکہ مکرمہ
17:40	05:10	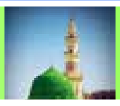	مدینہ منورہ
17:37	05:24		قادیان
17:17	05:04		ربوہ
16:33	05:30		اسلام آباد ٹلفورڈ